Lesson 8: Al-An'aam (Ayaat 128 - 140): Day 29 سُوْرَۃُ الاَنعَام کی تفسیر

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ کچھ شک نہیں کہ جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ (وقوع میں) آنے والا ہے اور تم (خدا کو) مغلوب نہیں کر سکتے ﴿۱۳۴﴾

اِسی آیت کو دیکھتے ہیں؛

یہاں وعدہ دھمکی اور وعید کے معنی میں ہے۔یعنی تم جو بھی کرو اللہ تمہیں پکڑنے پر قادر ہے۔

وعد سے جو وعدہ ہوتا ہے اُس کے معنی ہیں اچھا وعدہ۔اُمید دِلانا۔

جب وَعَد کے معنی سے آئے تو بُرا وعدہ،یعنی تم ضرور دیکھو گے۔

اللہ کی پکڑ کی دھمکی دی گئی ہے کہ اللہ کی پکڑ شدید ہے،تم غلط کام کرنا چھوڑ دو۔انسانوں کو انجام یاد کروایا گیا ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

کہہ دو کہ لوگو تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ میں (اپنی جگہ) عمل کئے جاتا ہوں عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں (بہشت) کس کا گھر ہو گا کچھ شک نہیں کہ مشرک نجات نہیں پانے کے ﴿۱۳۵﴾

اللہ کے نبیؐ سے فرمایا جارہا ہے کہ تم ان کو بتا دو۔ اس آیت کے ساتھ لفظ چیلنج لکھ لیں۔

یعنی تم اپنے عمل کرتے رہو۔یعنی اللہ کے نبیؐ مشرکین سے کہہ دیں کہ تم بھی لگے رہو۔ میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ مجھے اور دوسرے ایمان والوں کو تنگ کرتے رہو۔ روکتے رہو۔ سزائیں دیتے رہو۔ میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔

آپ بھی یہ ' اِنِّیۡ عَامِلٌ ' اپنا سلوگن بنالیں۔

اللہ اپنے نبی ﷺ کے ذریعے ہمیں یہ سکھا رہا ہے کہ معاشرہ کسی ڈگر پر بھی چلے تم نے اپنا کام کرتے رہنا ہے۔ تم نے اپنا راستہ نہیں بدلنا۔ عام طور پر رُحجان یہ ہے کہ؛ 'If you can't beat them then join them'

جب لوگ اُن کی بات نہیں مانتے تو پھر سب وہی کرنے لگتے ہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل مین سب سے پہلے یہ خرابی آئی تھی کہ شروع میں علماء اُن کو منع کرتے لیکن اگر وہ اُن کی بات نہ مانتے تو پھر وہ بھی ساتھ شامل ہو جاتے۔ آج بھی بہت لوگ ایسے ہیں جو خاص طور پر شادی اور موت کی کئی رسومات کو پسند نہیں کرتے لیکن دوسروں کی خاطر شامل ہو جاتے ہیں یا خود بھی کر لیتے ہیں۔

ہم نے اپنے لئے یہ سبق لینا ہے کہ دوسروں کے دباؤ میں آ کر غلط کام نہیں کرنا۔

یہ بہت بڑی قائدانہ صلاحیت اور خوبی ہوتی ہے کہ جب سب غلط کام کر رہے ہوں تو آپ اُن کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ اور جرأت سے کہہ دیں۔ کہ مجھے اللہ کو ناراض نہیں کرنا۔

آج گھروں میں، خاندان میں دوستوں کے ساتھ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم' اِنِّیْ عَامِلٌ ' کہنے کی بجائے ہم دوسروں کی بات مان لیتے ہیں۔ خاص طور پر یہ بات سُننے کو ملتی ہے کہ بچے نہیں مانتے۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی ہمارے بچوں کی شادیوں میں بھی وہی کچھ ہوتا ہے۔ پھر ہم' اِنِّیْ عَامِلٌ ' کہنے کی بجائے' اِنِّیْ لا عَامِلٌ ' کہتے ہیں۔

بہت جلد لوگ دوسروں کی پریشر میں آجاتے ہیں۔

کامیاب لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنی کمٹمنٹ کو نبھاتے ہیں۔ اپنے اُصولوں پر سمجھوتے نہیں کرتے۔

ہمارا یہ قومی مزاج بن گیا ہے کہ اپنی مرضیاں کرتے ہیں۔ وقت کے دھارے کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں کوئی ہماری سُنتا ہی نہیں ہے۔ تو کیا ہم سب قرآن اور سُنّت کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں؟ بالکل نہیں۔ ہم اپنی کوشش کرتے رہیں۔ ہمارا کام صرف طریقے اور سلیقے سے بات پہنچا دینی ہے۔

وماعلینا الا البلاغ۔ ہمارا کام صرف بتا دینا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ اللہ کے نبیؐ مشرکینِ مکّہ سے کہہ رہے ہیں کہ' اِنِّیْ عَامِلٌ '

آپ اپنا کام کرتے رہیں۔ میں تو اپنا کام کرتا رہوں گا!۔

یہاں تبلیغ کا بہت خوبصورت نقطہ سکھایا جا رہا ہے۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ آپ دوسروں کو مجبور کریں۔ کہ غلط کام چھوڑ دو۔ آپ بار بار کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے آپ سمجھا دیں اور خود نیک کام کرتے رہیں۔ آپ کا کام صرف بتانا ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر کی گئی شرائط پر غور کیا جائے تو صاف واضح ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر دب کر اور کفار مکہ سے مرعوب ہو کر صلح کیا تھا؛ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغموم اور شکستہ خاطر تھے، وہ سوچ رہے تھے کہ اسلام کے پندرہ سو سرفروش مجاہدین کے سامنے قریش اور ان کے حلیف قبائل کی کیا حیثیت ہے، آپؐ ایک اشارہ کریں تو خون آشام تلواریں کفار مکہ کے سروں کو تن سے جدا کر سکتی ہیں مگر یہ ذلت اور مغلوبیت کی صلح کیوں کی گئی، ظاہر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نگاہیں اس صلح کے جن عواقب و نتائج کو دیکھ رہی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے ناواقف تھے، ان کی نظریں ظاہری سطح پر تھیں؛ اس لئے ان کو یہ معاہدہ ناگوار گزرا، تاہم اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا سینہ مبارک سخت اور ناخوشگوار واقعات پر تحمل کرنے کیلئے کھول دیا تھا، آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ احرام کھول دیں لیکن کوئی وہ سب بیٹھے رہے۔ آپؐ بہت شکستہ دِل اپنے خیمے میں گئے تو اُس سفر میں اُمِّ سلمیٰ آپؐ کے ساتھ تھیں۔ انہوں نے آپ کو تسلی دی۔ (بہترین بیوی بہترین ساتھی اور غم گسار ہوتی ہے) اور آپؐ کو مشورہ دیا کہ آپؐ اپنا احرام کھول دیں اور قربانی کر دیں۔ آپؐ نے بے مثال استغناء اور توکل و تحمل کے ساتھ باہر آکر اپنا احرام کھول دیا اور قربانی کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرامؓ بھی جوش سے اُٹھے اور احرام کھول کر آپؐ کے ساتھ قربانی کی تیاری کرنے لگے۔ یہ ہے بہترین مثال۔ اللہ کے نبیؐ کی زندگی ہمارے لئے عمل کا بہترین نمونہ ہے۔

آپ خود اپنے عمل سے خود کر کے دکھائیں۔ اچھی مثال پیش کریں۔ جب باقی لوگ کہیں کہ آج کے دَور میں یہ نہیں ہو سکتا تو آپ کر کے دِکھائیں۔

مثال: قاضی منذر کا واقعہ کے خود بادشاہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا لیکن یہ نہیں کہا کہ اِن کو امامت سے ہٹاؤ۔

آپ سوسائٹی کی طرف دیکھ کر خود بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ کہ اچھا چلو پھر میں بھی وہی کرتی ہوں جو سب کر رہے ہیں۔

دین پر استقامت سیکھ لیں۔ جو بات دوسرے سے منوانی ہے وہ خود کرنا شروع کر دیں۔

پھر تھوڑا سے بتادیں کہ اللہ کو جواب دینا ہے۔ اللہ عنقریب تمہیں بتادے گا کہ وہ کس کے اعمال قبول کرے گا۔ کس کو انعام ملے گا۔ کسی کو سزا ملے گی۔ خود نماز پڑھیں پھر بچے آپ کی طرف دیکھ کر پڑھنے لگیں گے۔ دوسروں کی اَنا کو نہ جگائیں۔ اُن کو غصّہ نہ دلائیں۔ پیار محبت سے بتادیں۔

اَب اگلا موضوع۔ مشرکین کھیتی باڑی کرتے تھے اور فصل میں سے اللہ کا اور بتوں کا حِصّہ نکالتے تھے۔ اسی طرح جب اُن کے جانوروں کا بچے ہوتے ہیں۔ تو اُن میں بھی اللہ کا حصّہ اور اپنے بُتوں کا حِصّہ نکالتے تھے۔ یعنی ایک حصّہ اللہ کے نام پر برکت کے لئے، ایک حِصّہ بتوں کو خوش کرنے کے لئے اور تیسرا حِصّہ اپنی ضروریات کے لئے رکھتے تھے۔

مثال کے طور پر ایک کھیت اللہ کے نام پر رکھا ہوتا، ایک، بتوں کے لئے اور ایک اپنے لئے؛ پھر ہوتا یہ کہ انہوں نے جو فصل کا حِصّہ اللہ کے نام پر رکھا ہوتا، اللہ کی طرف سے اُس کو کچھ ہو جاتا۔ کبھی کیڑا

لگ جاتا، کبھی کسی اور آفت کی وجہ سے فصل خراب ہو جاتی۔ اُس سال وہ کہتے کہ اللہ کا حصّہ تو ختم ہو گیا۔ چلو کوئی بات نہیں۔

پھر اگلے سال جو حصّہ بتوں کے نام پر رکھا ہوتا، اللہ کی طرف سے اُس کو کچھ ہو جاتا۔ کبھی کیڑا لگ جاتا، کبھی کسی اور آفت کی وجہ سے فصل خراب ہو جاتی۔ اُس سال وہ کہتے کہ کہ تو بہت بری بات ہو گئی، ہمارے بزرگ / بُت ناراض ہو جائیں گے۔ پھر وہ ایسا کرتے کہ جو حصّہ اللہ کے نام پر رکھا ہوتا اُس کو بتوں کے نام پر دے دیتے۔

اللہ کا حصّہ میسر نہ ہوتا تو کچھ نہ کرتے اور جب بتوں کو حصّہ نہ ہوتا تو اللہ والا حصّہ بتوں کو دے دیتے۔

تو آپ یہ دیکھیں کہ ہاتھ میں کچھ آتا تو مشرکین بھی اللہ کی راہ میں دے دیتے۔ اگر ہم اللہ کی راہ میں دیتے ہیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾

اور (یہ لوگ) خدا ہی کی پیدا کی ہوئی چیزوں یعنی کھیتی اور چوپایوں میں خدا کا بھی ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال (باطل) سے کہتے ہیں کہ یہ (حصہ) تو خدا کا اور یہ ہمارے شریکوں (یعنی بتوں) کا تو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہوتا ہے وہ تو خدا کی طرف نہیں جا سکتا اور جو حصہ خدا کا ہوتا ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے یہ کیسا برا انصاف ہے ﴿١٣٦﴾

یاد رکھیں کہ کفر یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو نہ ماننا، اور شرک یہ ہوتا کہ اللہ کو تو مانتے ہیں لیکن اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ لوگوں نے ہر دور میں ایک بڑے خدا کے ساتھ کچھ دوسرے لوگوں کو بھی کسی نہ کسی نام سے اللہ کا شریک بنایا ہوتا ہے۔ اسی کو شریک کہتے ہیں۔

ہندو مذہب میں ایک مہادیو ہے پھر باقی بہت سارے دیوی دیوتا ہیں۔

عیسائیوں میں ایک خدا پھر اُس کے شریک بنا رکھے ہیں۔ اسی طرح کئی بہت سارے مذہب۔

اب ہوتا یہ ہے کہ لوگ اللہ کو تو مان لیتے ہیں۔ مثال نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو بھی اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں؛

تو پھر مشرک یہ کرتے کہ اللہ کے حصّے میں سے شریکوں کا حصّہ نکال لیتے۔ آپ خود سوچیں آپ کو یہ کیسا لگا؟

' یہ کیسا بُرا انصاف ہے' اصل میں یہ ہوتا کہ جو وہ بتوں کے نام پر نکالتے تھے وہ اُن کے پروہت ہی کھاتے تھے۔ وہ اُن کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔

اَب ہم اپنا جائزہ لے لیں۔ ہم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت گُزاری کیسے کرتے ہیں؟

نماز جلدی سے پڑھتے ہیں۔ بازار میں گھنٹوں گزارتے ہیں۔ دعوتوں میں کیسے جاتے ہیں؟ اگر کسی دعوت اور شادی میں اللہ کے نبیؐ ہمیں دیکھ لیں تو ہم اُن کو کیسے لگیں گے؟

یہ اللہ نے ہمیں جگایاہے۔ کہ قرآن میں مشرکین کا نام لے کر بات کی گئی ہے کہ اپنا محاسبہ کر لیں۔ آج مسلمان معاشرے میں کیسے کام کرتے ہیں؟ صرف جمعے کی نماز پڑھتے ہیں۔ صرف رمضان میں نیکیاں کرتے ہیں۔ عید پر کیا کرتے ہیں؟ ہم نے بھی اللہ کو صرف ایک کونے میں رکھ لیاہے۔ کہ ایک حصّہ اللہ کا، باقی ہمارے نفس کا۔ اللہ سرف مسجد کے لئے اور سال میں ایک دفعہ عمرہ کر آتے ہیں۔ باقی ساراسال دوسروں کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ دین کا علم سیکھتے ہیں لیکن جو نہی کوئی پیارا ناراض ہونے لگتاہے تو اللہ کا دین چھوڑ کر پیاروں کو خوش کرنے لگتے ہیں۔

اچھے حالات ہیں تو اللہ کا حصّہ دیتے ہیں۔ جو نہی حالات تنگ ہوں تو کہتے ہیں ہماری تو اپنی پوری نہیں پڑتی۔

اَب سوچیں کہ مالی، ذاتی یا معاشرتی زندگی میں کیا کرتے ہیں؟ اللہ کا حصّہ کتنار کھا ہوُاہے؟ جب حالات ٹھیک ہوں تو خوشی سے اللہ کا کام کرتے ہیں۔ جو نہی کوئی آزمائش آتی ہے تو نماز بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اکیلے نماز پڑھیں تو ماتھا بھی ڈھک لیتے ہیں۔ باہر جاناہو تو لوگوں کے سامنے کیسے جاتے ہیں؟

اپنے اوپر یہ روّیہ لے کر دیکھیں۔ ہمیں کیسالگے گا اگر ہم سے کہاجائے کہ ایک کونے میں رہو۔ اپنی اوقات میں رہو۔ ہم اللہ کا حصّہ لوگوں کو دیتے ہیں۔ اللہ اس بات سے بہت ناراض ہے۔

جب بھی آزمائش آئے تو پہلے اللہ کا حصّہ دیں۔ اللہ کی مرضی ہر بات میں پہلے رکھیں۔ ہماری زندگی، ہمارے مال اور ہر نعمت کا حق پہلے اللہ کا ہے۔ پھر ہمارے نفس یا کسی دوسرے کا۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اسی طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دو کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ ﴿۱۳۷﴾

یعنی کچھ شریکوں نے اولاد تک کا قتل کرنا اِن کو اچھا کر کے دکھا دیا ہے۔ اس سے مراد اپنے بچوں کو بتوں کی بھینٹ چڑھانا ہے۔

اُس دور میں ایک قریبی شہر میں ایک بُت تھا۔ انسانی قد کا ایک بُت تھا جس کے ہاتھ کھلے ہوئے تھے۔ تو بعض مشرک والدین یہ کرتے کہ اپنا پہلا بچہ لے کر آتے اور اُس بت کے ہاتھوں پر رکھ دیتے۔ نیچے اگ کا آلاؤ جل رہا ہوتا، بچہ اُس میں گر کر جل کر مر جاتا۔ یہاں اُسی طرف اشارہ ہے۔

آج کے دَور میں بھی انسان بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں۔ انسانوں کو بُت کے نام پر قتل کیا جاتا ہے۔

مسلمانوں میں یہ کیسے ہوتا ہے کہ اپنے بچے کو کسی درگاہ یا قبر پر چھوڑ آتے ہیں۔ وہ پھر اُن کے سروں پر چھوٹے لوہے کے ہیلمٹ چڑھا دیتے ہیں۔ جس سے بچے کی شکل عجیب ہو جاتی ہے۔ اُن کو دولے شاہ کے چوہے کہتے ہیں۔ یہ وہ معصوم بچے ہوتے ہیں جن کے والدین اپنے بچوں کو قبروں یا درباروں پر چھوڑ آتے ہیں۔ کئی پڑھے لکھے والدین بھی جاہلیت میں ایسے کام کرتے تھے۔ کہ جن کے اولاد نہیں ہوتی تو وہ منّت مان لیتے ہیں۔ شرک اسی طرح انسان کی مت مار دیتا ہے۔

' تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کے دین کو ان پر خلط ملط کر دیں' یہ وہ اس لئے کرتے ہیں کہ شیطان نے اِن کو یہ سب کرنا اچھا کر کے دیکھا دیا ہے۔ کئی صحت مند بچوں کو اسی طرح نقصان پہنچایا جاتا ہے اور وہ ایسی جگہوں پر بھنگی چرسی بن کر نکلتے ہیں۔

یا پھر یہ ہوتا ہے کہ صحت مند بچہ ہے تو ہم اس بچے کو ڈاکٹر بنائیں گے اور نابینا یا معذور بچہ ہے تو قرآن کا حافظ بنادو۔

ہم نے بھی اپنی اولاد میں اللہ کا حصّہ ایسے ہی رکھا ہوُا ہے۔ جو چار سال سکول میں فیل ہو جائے تو اُسے مسجد میں چھوڑ آتے ہیں۔ جو عقل مند اور ذہین ہے اُسے دنیا میں کامیاب بنائیں گے۔ سارا ہفتہ جو مرضی کریں، جمعے کی نماز پڑھ لیں گے۔ یا سارا ہفتہ دُنیاداری میں لگا لیں۔ اتوار کو دین کا درس اٹینڈ کر لیں گے۔

کیا کبھی لوگ آپ کے یا میرے کہنے سے یہ خرافات چھوڑیں گے؟ تو ہم کیا کریں؟

'اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دو کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ' یعنی اِن کو چھوڑ دو۔ تم اپنا کام کرو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم قرآن سے روشنی لیں۔ علم حاصل کریں۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٨﴾

اور اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چارپائے اور کھیتی منع ہے اسے اس شخص کے سوا جسے ہم چاہیں کوئی نہ کھائے اور (بعض) چارپائے ایسے ہیں کہ ان کی پیٹ پر چڑھنا منع کر دیا گیا ہے اور بعض مویشی

ایسے ہیں جن پر (ذبح کرتے وقت) خدا کا نام نہیں لیتے سب خدا پر جھوٹ ہے وہ عنقریب ان کو ان کے جھوٹ کا بدلہ دے گا ﴿۱۳۸﴾

قرآن کا ایک انداز ہے۔ قُل یہ کہہ دیں۔ اِن کو بتا دیں۔ اللہ کا اُتارا ہوُا ہے کہ اے نبی آپؐ اِن سے کہہ دیں۔ قُل اللہ کی شریعت ہے۔ نبیؐ کی زبان سے لوگوں تک پہنچایا گیا ہے۔

اور پھر قَالُوْا یعنی وہ کہتے ہیں۔ یہ لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی بات ہے۔ لوگوں کا من پسند دین۔ کہیں گیارہویں والا ختم، کونڈوں والا، دس بیبیوں کی کہانی والا دین لوگوں کا خود سے بنایا ہوُا عمل ہے۔

ہم وہی بات مانیں گے جو اللہ نے نازل کی اور اللہ کے نبیؐ نے ہم تک پہنچائی۔ خود عمل کر کے ہمارے لیئے سنّت چھوڑی۔

«الْحِجْرُ» کے معنی احرام کے ہیں-یہ طریقے شیطانی تھے کوئی اللہ کا مقرر کردہ راستہ نہ تھا۔ اپنے معبودوں کے نام یہ چیزیں کر دیتے تھے، پھر جسے چاہتے کھلاتے۔

مشرکانہ عقائد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ وہ کہتے تھے کچھ جانور بہت مقدّس ہیں اُن پر کوئی سفر نہ کرے۔ کچھ جانوروں پر بیٹھتے نہیں تھے اور کچھ کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو بچہ ان چارپایوں کے پیٹ میں ہے وہ خاص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں کو (اس کا کھانا) حرام ہے اور اگر وہ بچہ مرا ہوا ہو تو سب اس میں شریک ہیں (یعنی اسے

مرد اور عورتیں سب کھائیں) عنقریب خدا ان کو ان کے ڈھکوسلوں کی سزا دے گا بے شک وہ حکمت والا خبردار ہے ﴿۱۳۹﴾

یعنی کسی جانور کا گوشت صرف مرد کھائیں گے اور کچھ مرد اور عورت سب کھالیں۔

یہاں آپ تعصب / Discrimination دیکھ لیں؛ زندہ بچہ پیدا ہو تو صرف مرد کھائیں۔ لیکن مرا ہوُا بچہ ہے تو پھر عورت بھی کھا سکتی ہے۔

آپ اوپر والی دونوں آیات پڑھ کر غور کریں کہ صاف نظر آرہا ہے کہ خود کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ کہیں کوئی وجہ یا حکمت نظر نہیں آرہی۔ ہم خود اپنا محاسبہ کریں۔ کئی لوگ بی بی فاطمہ کی یا دس بیبیوں کی کہانی پڑھتی ہیں۔ پھر کہتی ہیں کہ صرف عورتیں یہ سُن سکتی ہیں۔ پھر صرف عورتیں ہی وہ لڈّو کھا سکتی ہیں۔ یا پھر مہندی کی رسم کرتی ہیں تو کہتی ہیں کہ صرف سات سہاگنیں ہی مہندی لگا سکتی ہیں۔ اگر دولہا اور دُلہن کو جب لڈّو کھلایا جاتا ہے تو کوئی طلاق یافتہ لڈّو نہ کھلائے۔

یہ رَسمیں ہم نے کہاں سے لی ہیں؟ کیا جب فاطمہؓ اور علیؓ کی شادی ہوئی تھی تو سہیلیوں نے کوئی رسمیں کی تھیں؟

آپ غور کریں کہ اللہ بار بار فرما رہا ہے کہ یہ باتیں انہوں نے خود سے بنالی ہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔

' عنقریب خدا ان کو ان کے ڈھکوسلوں کی سزا دے گا بے شک وہ حکمت والا خبردار ہے' تو پھر ایسے لوگوں کو اللہ خود پوچھ لے گا۔

یا پھر آج کل لوگ یہ بہت کہتے ہیں کہ پھر کیا ہوُا ہم نے کر لیا تو؟ تو کیا ہوُا اگر ایسے کر لیں۔ کیا حرج ہے۔ کونڈے بنا کر کھلا دیئے ثواب ہو گا۔ گیارہویں کی کھیر کھلا دی۔ ثواب ہو گا۔ آپ دیکھیں کہ مشرکین بھی کوئی قانون نہیں توڑ رہے تھے۔ کوئی دھوکہ فریب نہیں کر رہے تھے۔ رسموں کے نام پر شرک کر رہے تھے۔ رسموں کے نام پر اللہ کا ناراض کر رہے تھے۔

توحید اور شرک میں بال جتنا فرق ہے۔ توحید وہ ہے جو اللہ نے فرمایا۔ بدعت وہ ہے جو لوگوں نے کہا۔ توحید وہ عمل جو قرآن اور حدیثِ رسولؐ سے ثابت۔ بدعت جو لوگ خود ہی کرنا شروع کر دیں۔ کوئی دلیل نہ ہو۔

آپ قالوا اور قُل کا فرق سمجھ لیں۔ کوئی رسم کیوں ہوتی ہے؟ اگر اللہ نے کرنے کا حکم دیا ہے تو جائز ہے حلال ہے۔ اگر لوگوں نے کہا ہے تو غلط ہے اور ناجائز ہے۔

ہم رسموں کے نام پر اسلام کی کتنی حدود توڑتے ہیں؟ دودھ پلائی اور جوتا چھپائی یا مہندی کے نام پر دین کی کتنی حدود ٹوٹتی ہیں؟

دیور جا کر بھابی کا گُھٹنا چھوتا ہے۔ یہ کہاں لکھا ہوُا ہے؟

کیا ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ نے یہ سب کیا تھا؟

یہ سب شرک ہے۔ ہر ہندو رَسم کے پیچھے شرک ہے۔ جب کوئی پودا ایک جگہ سے نکال کر دوسرے جگہ لگاتے ہیں تو ساتھ میں تھوڑی سی مٹی تو ضرور آتی ہے۔ جب مشرکوں کی رسمیں کرنے لگتے ہیں تو

شرک ضرور ہوتا ہے۔ ہندو لڑکیاں تو پیلا جوڑا پہن کر بہار کی دیوی کو خوش کرتی ہیں۔ مسلمان لڑکی کیوں پہنتی ہے؟

اسی لئے لوگ قران سے دُور ہیں کہ اپنی مرضی کا دین چاہتے ہیں۔ موج میلے میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ ان باتوں کو ہلکا نہ لیں۔

قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَهُمۡ سَفَهًۢا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ وَّحَرَّمُوۡا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افۡتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ‌ؕ قَدۡ ضَلُّوۡا وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۴۰﴾

جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بیوقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور خدا پر افترا کر کے اس کی عطا فرمائی کی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا وہ گھاٹے میں پڑ گئے وہ بے شبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں ﴿۱۴۰﴾

علم نہیں ہوتا تو لوگ بیوقوفی کرتے ہیں۔ کبھی جذبات کی کمزوری کی وجہ سے۔ اپنی اولاد کو بیوقوفی سے مار دیتے ہیں۔

اللہ کے حلال رزق کو اپنے اوپر حرام کر دیتے ہیں۔ کہ یہ جائز وہ جائز۔ رسم ورواج کے نام پر خود کی بنائی ہوئی باتیں۔

' افۡتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ' یہ لوگ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔ اس پر اُن کا نقصان بہت بڑا ہے۔

' وہ گھاٹے میں پڑ گئے وہ بے شبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں' اگر ہم غیر مسلموں کی طرح کرینگے تو اُن میں اور ہم میں کیا فرق رہے گا؟ ہم زیادہ تر خاندان کی وجہ سے مجبور ہو جاتے ہیں۔ ساری

زندگی لوگ گھروں میں جو مرضی کرتے ہیں۔شادی اور میت کے موقع پر خاندان والوں اور لوگوں کی باتوں سے ڈَر جاتے ہیں۔

ہم وہی کریں جو قرآن کہتا ہے۔ہم وہی کریں جو اللہ کے نبیؐ نے ہمیں کر کے دکھایا۔ہمارے لئے صحابہ کرامؓ کی زندگیاں روشن مثالیں ہیں۔